محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ۔ (صحیح بخاری۔ کتاب المرضیٰ، باب وجوب عیادۃ المریض)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو رہا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث صرف تین جملوں پر مشتمل ہے اور جملے بھی نہایت مختصر اور چھوٹے چھوٹے ہیں، لیکن اس میں اخلاقِ حسنہ اور معاشرتی ہمدردی کا وسیع ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے۔

اَطْعِمُوا الْجَائِعَ : بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ غور کیجیے، حضور کا یہ ارشادِ گرامی کتنا عمدہ ہے اور مخلوقِ خدا پر آپ کی مہربانیوں اور نوازشوں کی کتنی بڑی مقدار اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ نوعِ انسانی کی ہمدردی، اسلام کے اعلیٰ اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے، اور آنحضرت کو غریب اور تنگ دست کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ معاشی ناہمواری کو دور کرنا اور غربت و افلاس کو ختم کرنا آنحضرت کے نزدیک ضروری تھا، اسی لیے آپ نے تمام مسلمانوں کو اور بالخصوص ان مسلمانوں کو جن کو اللہ نے مالی آسودگی اور دولت و ثروت سے نوازا ہے، حکم دیا ہے کہ وہ افلاس زدہ لوگوں کی جس قدر ممکن ہو، مدد کریں۔

قرآن مجید کا بھی اس مسئلے میں واضح ارشاد ہے:

وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ۝ (الحج: ۲۸)

بھوکے محتاج و فقیر کو کھانا کھلاؤ۔

یہ بھی فرمایا:

وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (الحج : ۳۶)

قناعت کی وجہ سے سوال نہ کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اور سوال کرنے والوں کو بھی۔

نیز اللہ نے اپنے نیک بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ (الدہر: ۸)

اور وہ لوگ محض خدا کی محبت کی بنا پر غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اسلام ان لوگوں سے انتہائی نفرت کا اظہار کرتا ہے، جو خود تو آرام و راحت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے لذیذ سے لذیذ تر کھانوں سے کام و دہن کی تواضع کرتے ہیں، لیکن اپنے گرد و پیش میں رہنے والی مخلوقِ خدا کا قطعاً خیال نہیں رکھتے اور کوئی پروا نہیں کرتے کہ کون کس حال میں ہے، کس کے چولہے میں آگ جلتی ہے اور کون بھوک سے نڈھال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ طورِ حکم ارشاد فرمایا کہ تنگ دست کا خیال رکھو، افلاس زدہ لوگوں کی مدد کرو اور جو لوگ کسی وجہ سے بھوک کے ستائے ہوتے ہیں، ان کو سامانِ اکل و شرب بہم پہنچاؤ۔

وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ : یہ اس حدیث کا دوسرا فقرہ ہے۔ یعنی بیماروں کی عیادت کو جاؤ اور ان کی مزاج پرسی کرو۔

آنحضرت کا یہ حکم بھی بنی نوعِ انسان کی ہمدردی پر مبنی ہے۔ مریض کی عیادت کی جائے تو اس کو ذہنی سکون ملتا اور قلبی راحت حاصل ہوتی ہے، اور وہ سمجھتا ہے کہ اس وسیع و عریض معاشرے میں وہ تنہا نہیں ہے، لوگ اس کی جسمانی تکلیف کا احساس کرتے اور اس کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھتے ہیں، اس کے لیے اللہ کے حضور صحت کی دعا مانگتے ہیں اور بارگاہِ خداوندی سے اس کی شفا کے طالب ہیں۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مریض کی عیادت کے صرف یہی معنے نہیں کہ آپ اس کے پاس جائیں اور پوچھ کر واپس آجائیں، بلکہ اس سے آگے قدم بڑھا کر، اس کی جس صورت میں بھی مناسب ہو، مدد کرنی چاہیے، اس کی صحت کے لیے دعا کرنی چاہیے، اس کو تسلی

دینی چاہیے، اگر طبیب کے پاس جانے کی ضرورت ہو تو لے جانا چاہیے اور روپے پیسے کی حاجت ہو تو اس کی مالی مدد کرنی چاہیے۔ مریض کے گھر والے مالی پریشانی کا شکار ہوں تو ان کی امداد کرنی چاہیے۔ بالفاظِ دیگر یوں سمجھیے کہ عیادتِ مریض کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم محض زبانی بات چیت تک محدود نہیں ہے۔ اس کا دائرہ مریض کی ان تمام جائز ضروریات تک پھیلا ہوا ہے، جن کا پورا کرنا انسان کے بس میں ہو۔

وَفُكُّوا الْعَانِيَ ؛ قیدی کو رہا کر دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مختصر حدیث میں یہ تیسرا حکم دیا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں مختلف قبائل کی باہمی جنگوں میں فریقین کے لوگوں کو گرفتار کر لیا جاتا تھا اور پھر ان کی رہائی کے لیے فدیہ یا معاوضہ طلب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح ایک دوسرے کے دشمن قبائل میں باہم پکڑ دھکڑ کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ حدیث میں ایک عام حکم دیا گیا ہے کہ قیدیوں کو رہا کرو۔ اس سے وہ قیدی مراد ہیں جو عادی مجرم نہ ہوں، چور اور ڈاکو نہ ہوں، ظالم اور ستم گر نہ ہوں، اغوا اور قاتل نہ ہوں، بلکہ وہ قیدی ہوں جو کسی غلط فہمی کی بنا پر پکڑے گئے اور جیلوں میں ڈال دیے گئے، یا وہ قیدی جو مظلوم ہیں اور قابلِ ضمانت ہیں، یا وہ جو کسی خاص جرم کے مرتکب نہیں ہیں لیکن کسی دشمنی یا عداوت کی بنا پر گرفتار کرا دیے گئے ہوں۔ قیدیوں کی رہائی کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے وارثوں اور اہل و عیال کی مالی مدد کی جائے تاکہ وہ ان کے بعد کم سے کم مالی پریشانی میں تو مبتلا نہ ہوں۔

یہ حدیث اگرچہ نہایت مختصر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چھوٹے چھوٹے صرف تین بول ہیں، لیکن اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کو بنی نوعِ انسان سے بے پناہ تعلق اور مخلوقِ خدا سے انتہائی ہمدردی ہے۔ وہ لوگوں کو کسی حالت میں بھی تکلیف اور مصیبت میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ نہ اسلام ان کو مفلس دیکھنا چاہتا ہے، نہ اس کو وہ لوگ پسند ہیں جو مریض کی مزاج پرسی یا دستگیری نہیں کرتے، نہ اس کو بلا وجہ لوگوں کا جیلوں میں بھر دینا پسند ہے۔ وہ محبت اور پیار کا مذہب ہے، لوگوں کو ہمدردیِ خلائق کا درس دیتا ہے اور معاشرے کے مظلوم اور ستم رسیدہ افراد کی اعانت کو فرض ٹھہراتا ہے۔